ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ جمعرات جمعرات وعظ کیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب العلم فصل ۳ صفحہ ۲۵) اور حضرت ابو ہریرہؓ ہر جمعہ کو منبر کے پاس کھڑے ہو کر حدیثیں سناتے۔ جب امام نکلتا تو بیٹھ جاتے۔ ملاحظہ ہو مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۱۰۸ اور ابن عباسؓ جمعہ کے بعد اپنی خالہ میمونہؓ کی وفات کے موقعہ پر ان کے گھر میں لوگوں کو مسائل بتلانے کے لئے بیٹھے، ملاحظہ ہو مسند احمد جلد اول صفحہ ۲۶۳۔ سو اس طریق سے جیسا کوئی اپنا موقعہ دیکھتا، کام کرتا۔ اہلِ بدعت کی طرح نہیں کہ ہمیشہ میت کے تیسرے، ساتویں، دسویں، دن کو روٹی کے لئے مقرر کر لیں یا چالیس دن روٹی دیں یا ششماہی سالانہ حساب رکھیں یا اس قسم کا کوئی اور تعین کریں جو تقلید کی طرح سب کے لئے یکساں قرار دیا جائے۔ یہ سراسر دین میں تصرف اور حکم میں تغیر ہے اور اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے محفوظ رکھے (آمین)

عبداللہ امرتسری روپڑی

حج کا بیان

حج سے حقوق العباد کی معافی

سوال:۔ آپ نے حرم میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں باری تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ جو اشخاص حج کے لئے آتے ہیں یا اللہ ان سب کو بخش دے مولا کریم نے فرمایا کہ اے حبیب میں نے سب کو بخش دیا ماسوائے ناحق قاتل، خائن اور کسی کا ناحق مال کھانے والا ـــــــ ان تینوں کے لئے مزدلفہ میں دُعا کی ہے کہ مولیٰ کریم! تیرے دربار میں کس چیز کی کمی ہے تو ایسے گنہگاروں کو بھی بخش دے تو حضورؐ کو یہ جواب ملا کہ اے حبیب، میں نے ان کو بخش دیا۔ مزید آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ پورے طور پر کہنا واضح کرنا باقی ہے کہ یہ بخشش صرف ان حاجیوں کے لئے ہی تھی یا تا قیامت حج پر جانے والوں کے لئے بھی ہے پھر آپ نے فرمایا تھا کہ یہ امر فیصلہ شدہ ہے کہ قیامت تک کے حاجیوں کے لئے بھی یہی بخشش ہے۔

آپ کا یہ وعظ واپس آ کر ایک دو جگہ کیا، مگر ایک مولوی صاحب نے اس کا انکار کر دیا ہے کیا ان کا انکار صحیح ہے یا نہیں۔ (فتح محمد خان از فیروز پور)

جواب:۔ عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا حقوق العباد میں قبول نہ ہونا اور مزدلفہ میں قبول ہونا یہ مفصل حدیث مشکوۃ باب الوقوف بعرفہ اور ترغیب و ترہیب باب الوقوف بعرفہ والمزدلفہ و فضل یوم عرفہ میں موجود ہے۔ حقوق العباد عام ہیں۔ خواہ ناحق خون کی قسم سے ہوں یا خیانت کی قسم سے ہوں یا ناحق مال کھانے کی قسم سے ہوں۔ ترغیب ترہیب کے اسی صفحہ میں ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ امام ابوحنیفہؒ صاحب کے شاگرد سفیان ثوریؒ سے وہ زبیر بن عدی سے وہ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ صرف ہمارے لئے ہے؟ فرمایا تمہارے لئے بھی ہے اور تمہارے بعد جو قیامت تک آئے اس کے لئے بھی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان حقوق العباد سے وہ مراد ہیں جن کی ادائیگی وسعت انسان سے باہر ہو گئی ہو۔ اگر ادا کرنے کی جلدی یا دیر سے تاعمر طاقت رکھتا ہو تو اس صورت میں معافی نہیں ہوگی۔

عبداللہ امرتسری روپڑی، ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ، ۴ اگست ۱۹۳۷ء

حج کے لئے استطاعت کا اندازہ

سوال:۔ ایسا قرضائی جو دو سو بگیہ زمین پختہ انگریزی کا مالک ہے اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرآن مجید میں حج کے لئے من استطاع الیہ سبیلا کی شرط ہے اور حدیث میں اس کی تفسیر زاد اور راحلہ کے ساتھ کی ہے یعنی خوراک و سواری کا انتظام ہو سکے تو اس پر حج فرض ہے خواہ زمین کی آمد سے ہو یا زمین کی فروخت سے یا کسی اور طریق سے۔ ہاں مروجہ گرو جائز نہیں۔ اور زمین کی آمد کم ہو جس سے گزارہ نہیں چل سکتا بلکہ تنگی رہتی ہے تو اس صورت میں زمین کے ٹکڑے فروخت کرنے کا بھی حکم نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی، محرم ۱۳۵۶ھ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء

حج سے پہلے مرنے والے کے حج کا حکم

سوال:۔ ایک شخص پیشتر ادائے فریضہ حج مکہ معظمہ میں وفات پا گئے۔ اب اس کے حج کا کیا حکم ہے؟

(عبدالخالق بٹالہ ضلع گورداسپور)

جواب:۔ حاجی حج کرنے سے پہلے مر گیا ہے۔ اس لئے دریافت کرنا چاہیئے کہ حج کی طاقت اس کو

اسی سال ہوئی ہے یا پہلے ہی سے تھی۔ اگر اسی سال ہوئی ہے تو خواہ وہ حج سے مرگیا۔ اس کی طرف سے حج ادا ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اپنی طرف سے کوتاہی نہیں کی اور اگر پہلے سے اس کو طاقت تھی مگر سستی کی وجہ سے حج کو نہیں گیا تو فریضہ حج اس کے ذمہ باقی رہ گیا۔ اس کی جائداد کی تہائی سے اس کا حج ہونا چاہیئے۔ یہ سب بوجھ حاجی کے لڑکے کے ذمہ ہے اگر لڑکا بے پرواہی کرے تو اس کی مرضی۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء

باپ نے حج نہیں کیا بیٹا اس کی زندگی میں حج کر سکتا ہے؟

سوال: باپ زندہ ہو اور اُس نے حج نہ کیا ہو تو کیا ایسی صورت میں بیٹا حج کر سکتا ہے۔

شیخ حشمت اللہ

جواب: اگر بیٹا باپ سے علیحدہ ہو تو اس کی کمائی الگ ہو تو وہ اپنے روپے سے حج کر سکتا ہے اس کو حق پہنچتا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (پ ۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں پر حج (فرض) ہے جو بیت اللہ شریف کی طرف پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

بیٹا اپنے مال سے بیت اللہ شریف کی طرف پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ لہذا اس آیت کی رُو سے اس کے ذمہ حج ضروری ہے۔ رہا یہ سوال کہ بیٹے کی کمائی باپ کی ہے سو وہ اس صورت میں ہے کہ باپ محتاج ہو جائے اور اپنا خرچ نہ اٹھا سکے تو بیٹے کے مال سے بقدرِ ضرورت لینے کا حقدار ہے نہ یہ کہ بیٹے کے مال کا باپ حقیقتاً مالک ہے۔ اور حدیث میں جو الفاظ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ آئے ہیں ان کا یہی معنی ہے کہ باپ بیٹے کے مال سے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اگر مالک ہوتا تو وراثت میں چھٹا حصہ کیوں لیتا؟ اگر سائل کا یہ مطلب ہے کہ کمائی باپ کی ہے اور مالک باپ ہے اور بیٹا ویسے ہی بطور اولاد ہونے کے باپ کے تحت کام کرتا ہے۔ ایسی صورت میں باپ بیٹے کو حج کرائے اس نے اپنا حج نہ کیا ہو تو بیٹے کا حج ہو جائے گا۔ لیکن باپ کے ذمہ رہے گا۔ اگر زندگی میں حج کر لیا تو اس کے ذمہ سے اُتر گیا۔ ورنہ جو وعید تارک حج کے لئے ہے۔ یعنی یہودی ہو کر مرا یا نصرانی ہو کر اس کا مستحق ہوگا۔

حج میں تاخیر

اس میں اختلاف ہے کہ استطاعت کے بعد حج میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟ بعض ائمہ کا مذہب ہے کہ تاخیر میں مجرم ہوگا۔ اگر زندگی میں ادا حج کر لیا تو جرم معاف ہو جائے گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تاخیر جائز ہے۔ مجرم نہیں ہوتا۔ صرف زندگی میں کسی وقت حج ادا کرنا ضروری ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب حج کرے گا وہ ادا ہی ہوگا نہ قضا خواہ تاخیر کرے یا نہ؟

اس بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ باپ پہلے اپنا حج کرے پھر کسی دوسرے کو کرائے اور یہ مسئلہ باپ بیٹے کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ کوئی شخص جب حج کے لائق ہو جائے تو پہلے اپنا حج کرے پھر کسی دوسرے کو کرائے کیونکہ خطرہ ہے کہ کہیں اپنا حج نہ رہ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ موت آجائے یا بعد میں حج کرنے کی استطاعت نہ رہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ اہلحدیث لاہور

خاوند نے حج نہیں کیا اس کی بیوی حج کر سکتی ہے؟

سوال:۔ خاوند نے حج نہ کیا ہو تو کیا اس کی موجودگی میں بیوی حج کر سکتی ہے۔؟

جواب:۔ بیوی کا اگر اپنا مال ہے تو وہ حج کر سکتی ہے۔ مثلاً مہر اس کا ذاتی مال ہے اور ماں باپ نے جو کچھ جہیز میں دیا ہے وہ بھی اس کا ذاتی مال ہے۔ خاوند نے اگر زیور بنا کر بیوی کی ملک کر دیا ہے وہ بھی اس کا ذاتی مال ہے۔ ایسے ہی اپنے والدین اور اپنی اولاد سے جو کچھ اس کو وراثت میں ملے گا وہ بھی اس کا ذاتی مال ہے اسی طرح سینے پرونے وغیرہ کے ذریعہ اگر وہ الگ کمائی ہو تو وہ بھی اس کا ذاتی مال ہے۔ اس قسم کے مال سے حج فرض ہے۔ بشرطیکہ سفر کے لئے خاوند یا کوئی محرم ساتھ ہو۔ امام شافعیؒ کے مذہب پر عورتوں کے قافلہ میں یا نیک لوگوں کی جماعت میں سفر کر سکتی ہے۔ لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ پہلی صورت کے موید ہیں۔ یعنی خاوند یا کوئی محرم ساتھ ہو۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ "حج مسنون" میں اس کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اگر کمائی خاوند کی ہے۔ اور مالک خاوند ہے۔ بیوی ماتحتی میں کام کرتی ہے۔ ایسی صورت میں خاوند بیوی کو حج کرائے اور اس نے اپنا حج نہ کیا ہو تو بیوی کا حج ہو جائے گا لیکن خاوند کے ذمہ فرض رہے گا۔ اگر زندگی میں حج کر لیا تو حج کا فرض اس کے ذمہ اتر گیا۔ ورنہ جو وعید تارک حج کے لئے ہے وہی اس کے لئے ہے

اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ خاوند پہلے اپنا حج کرے پھر کسی دوسرے کو کرائے۔ یہ مسئلہ خاوند بیوی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ کوئی شخص جب حج کے لائق ہوجائے تو پہلے اپنا حج کرے پھر کسی دوسرے کو کرائے۔ ہو سکتا ہے موت آجائے یا بعد میں غریب ہوجائے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ قدس لاہور

۱۴ شوال ۱۳۸۳ھ - ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء

عید کے دن صفا مروہ کی سعی

سوال:۔ عید کے دن منیٰ سے آکر حاجی لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، یہ طواف بیشک ضروری ہے۔ لیکن کیا عید کے دن صفا مروہ کی سعی بھی ضروری ہے۔؟

مولوی عبدالرحمٰن چک نمبر ۳۰ ڈاکخانہ جمیس آباد ضلع تھرپارکر سندھ

جواب:۔ عید کے دن طواف بیت اللہ کرنا ضروری ہے۔ اگر صفا مروہ کے درمیان سعی طواف قدوم کے ساتھ کرچکا ہے۔ تو عید کے دن طواف کے ساتھ سعی ضروری نہیں۔ اور اگر پہلے سعی نہیں کی تو پھر عید کے دن سعی ضروری ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء

حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب

سوال:۔ حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

بشیر احمد سوداگر پورہ سیالکوٹ

جواب:۔ حج کے متعلق الگ تو تصریح نہیں آئی۔ مگر دوسرے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی کی طرف سے کوئی نیک کام کرے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پورا اجر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کوئی روزہ افطار کرائے تو افطار کرانے والے کو بھی پورا اجر ملتا ہے۔ اور روزے دار کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوتا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب الصیام میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کو پورا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑ ۲۰ رجب ۱۳۸۴ھ

عورت کا محرم کے بغیر حج کرنا

سوال :- زید کے دلائل۔

زید کہتا ہے۔ عورتوں کو محرم کے سوا حج کے لئے جانا ناجائز نہیں ہے وہ عموم سفر والی احادیث پیش کرتا ہے۔ ایک وہ حدیث جو صحابی نے دربار نبوی میں عرض کیا تھا۔

کہ میرا نام فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے۔ اور میری بیوی حج کے لئے تیار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ۔ تمہاری جگہ کسی اور کو بھرتی کر لیا جائے گا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج کا سفر غیر محرم کے ساتھ جائز نہیں۔

عمرو کے دلائل

عمرو کہتا ہے عورت اکیلی یا عورتوں کے ہمراہ حج کو جا سکتی ہے۔ اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل اوّل بخاری مسلم میں حدیث ہے۔ خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میرا باپ بہت بوڑھا ہے میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا حج ہو جائے گا؟ فرمایا۔ ہو جائیگا

اس حدیث کے تحت امام نووی نے لکھا ہے۔

عورت محرم کے سوا حج کو جا سکتی ہے۔

دلیل دوم :- بخاری شریف میں حدیث ہے۔

ایک عورت نے خدمتِ نبوی میں عرض کی کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے نذر پوری کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں پوری کرو۔

دلیل سوم :- بخاری مسلم کے حوالے سے مشکوۃ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کے ہمراہ ابن عباسؓ کو روانہ کیا کہ تم منیٰ میں پہنچ جاؤ۔

دلیل چہارم :- بخاری باب حج النساء میں ہے کہ حضرت عمرؓ کی اجازت سے عثمان بن عفانؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے ہمراہ حرم مبارک حج کو گئے۔

دلیل پنجم۔ مسلم شریف میں حدیث ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ... غلام کے ہمراہ منیٰ روانہ فرمایا۔

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت سفر حج کرسکتی ہے اکیلی ہو یا عورتوں کی جماعت کے ساتھ۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

عطاءؒ، سعیدؒ بن جبیر، امام اوزاعی رحؒ، امام شافعی رحؒ اور دیگر بہت ائمہؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی جماعت ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ ایک دوسری کے ساتھ مل جل کر عورتیں محرم ہوجاتی ہیں۔ اور دل مطمئن ہوجاتا ہے۔ اور امام مالکؒ نے تو باب ہی باندھا ہے۔ حجۃ المرأۃ بغیر ذی محرم۔ یعنی امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جس عورت کا خاوند نہیں۔ اور اس نے حج نہیں کیا۔ اگر ان کا کوئی مرد نہ ہو یا ہو مگر ساتھ نہ جاسکے تو وہ عورت فریضہ حج ترک نہ کرے۔ بلکہ دوسری عورتوں کے ساتھ جائے (موطا امام مالکؒ) کیونکہ عورتیں جمع ہوں تو قائم مقام محرم کے ہوجاتی ہیں۔ اور ایک دوسری کی محرم بن جاتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ زید اور عمرو دونوں میں سے حق بجانب کون ہیں؟ مدلل جواب فرمائیں۔
تحقیق مسائل میں آپ کی ہستی پر جماعت کو بحمد اللہ فخر ہے (عطاء اللہ مولوی فاضل)

جواب: اصول کا قاعدہ ہے۔ وقائع الاعیان لا یحتج بہا علی العموم (نیل الاوطار ج ۳)

یعنی خاص واقعات سے عام استدلال صحیح نہیں ——— اس بنا پر عمرو کی پہلی دلیل اور دوسری دلیل قابل استدلال نہیں رہتیں۔ کیونکہ خاص عورت کا واقعہ ہے۔ محرم کے عدم ذکر سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہاں فی الواقعہ محرم نہ ہو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ میں پہلی حدیث پر لکھا ہے۔ کہ
"اس عورت کا باپ ساتھ تھا اور اس کا یہ کہنا کہ میرا باپ شیخ فانی ہے اس سے مراد اس کا دادا ہے۔
حافظ ابن حجرؒ نے قوی سند کے ساتھ ابو یعلیٰ کی ایک روایت ذکر کی ہے جس میں تصریح ہے کہ اس عورت کا باپ ساتھ تھا۔

تیسری حدیث بھی دلیل نہیں۔ کیونکہ ابن عباسؓ اس وقت نابالغ تھے اور مزدلفہ سے روانہ فرمایا تھا۔ مزدلفہ سے منیٰ تقریباً دو میل ہے یہ مسافت سفر کے لئے کافی نہیں۔ پانچویں دلیل بھی اسی قسم

ف: قسطلانی میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے آپ کے ساتھ دیگر عورتیں بھی تھیں عام عورتیں محرم کے قائم مقام ہوجاتی ہیں۔

کی ہے۔ نیز اپنے غلام سے پردہ نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضؓ مطلقاً غلام سے پردہ کی قائل نہیں پس یہ محرم کے حکم میں ہو گیا۔

چوتھی حدیث میں بھی وہی شبہ ہے جو اول اور دوم میں ہے۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ اجازت دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سال حج کے امیر تھے۔

زید کے دلائل بھی کمزور ہیں۔ زید نے پہلی دلیل سفر کی عام احادیث پیش کی ہیں۔ اور دوسری دلیل حج کی خاص بیان کی ہے۔ اس دوسری دلیل کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة الا ومعها محرم فقال رجل يارسول الله اكتتبت فى غزوة كذا وكذا وخرجت امرأتى حاجة قال اذهب فاحجج مع امرأتك متفق عليه۔

(مشکوٰۃ کتاب المناسک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو۔ اور نہ کوئی عورت سفر کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہوں۔ اور میری عورت حج کے لئے نکلی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

اس سے شخص مذکور نے محرم کی خصوصیت نہیں سمجھی کہ ضرور محرم ہی ساتھ ہو بلکہ یہ سمجھا کہ عورت کے تنہا جانے میں فتنہ ہے اس لئے اپنا ذکر کیا کہ میں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہوں۔ اگر محرم کی خصوصیت سمجھتا تو خود کو ذکر نہ کرتا کیونکہ خود تو خاوند ہے محرم نہیں۔ کیونکہ محرم وہ ہے جس سے ہمیشہ نکاح حرام ہو[1]۔ پس جب مقصد اس سے عورت کے فتنہ میں پڑنے کی روک ہے تو جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ عورت سفر کر سکتی ہے مثلاً قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت ہو یا اس قسم کے مرد ہوں تو اس کو سفر کی اجازت ہونی چاہیئے۔ پس زید کی دلیل زید پر الٹ گئی۔ ہاں اگر خاوند کو محرم میں داخل کیا جائے جیسے بعض نے کہا ہے۔ چنانچہ مغنی مع الشرح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں ہے۔

---

[1] اگر کسی قصور کے باعث عورت ابدی پیدا ہو گئی ہو تو یہ اس سے یہ محرم مستثنیٰ ہے جیسے لعان کرنے والے ہمیشہ ایک دوسرے پر حرام ہیں مگر محرم نہیں۔

والمحرم زوجها او من تحرم علیه علی التابید بنسب او سبب مباح کابنها وابیها واخیها من نسب او رضاع وربیبها وزابها۔

یعنی محرم خاوند ہے یا جس پر عورت حرام ہو۔ حرمت کی وجہ نسب ہو یا کوئی سبب مباح ہو۔ جیسے اس کا بیٹا، باپ، بھائی، نسبی یا رضاعی یا اس کا پچھلگ یا جس کی یہ پچھلگ ہے تو اس صورت میں زید کی دلیل زید پر نہیں آ لگے گی مگر خاوند کو محرم میں داخل کرنا کمزور ہے۔ پس زید کی دلیل کی کمزوری بحال رہی۔

جو لوگ محرم کی شرط کے قائل نہیں وہ مندرجہ ذیل دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔

اوّل:۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (پ)

یعنی لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھے۔

راستہ کی طاقت کی تفسیر دوسری حدیث میں زاد راہ اور راحلہ (سواری) کے ساتھ کی ہے۔ پس اس حکم میں عورت بھی آگئی۔

دوم:۔ عدی بن حاتم رضہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یوشک ان تخرج الضعینة تحج البیت لا جوار معها لا تخاف الا اللہ

عنقریب عورت حج بیت اللہ کے لئے نکلے گی۔ اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی یعنی ایسا امن ہو جائے گا کہ عورت اکیلی بے کھٹکا سفر کرے گی۔

سوم۔ اگر کوئی عورت کفار کے قبضہ میں آجائے۔ پھر وہ رہائی حاصل کر لے تو وہ بالاتفاق اکیلی سفر کر سکتی ہے —— پس معلوم ہوا کہ محرم شرط نہیں ہے۔

یہ تین دلائل وہ مزید پیش کرتے ہیں مگر یہ بھی کمزور ہیں۔

اوّل اس لئے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ نہ محرم کی ضرورت ہے اور نہ قابل اعتماد جماعت حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔ دوم اس لئے کہ اس میں امن کی پیشگوئی ہے۔ جائز ناجائز بتلانا مقصود نہیں۔ سوم اس لئے کہ یہ مجبوری کا سفر ہے۔ کیونکہ دارالکفر میں تو وہ رہ نہیں سکتی۔ ورنہ پھر کفار قید کر لیں گے اور حج کا سفر تو وہ اپنے اختیار سے کرتی ہے اس میں کوئی مجبوری نہیں پس اس کا قیاس اس پر صحیح نہیں۔

یہ تینوں دلائل اور ان پر جرح مغنی ابن قدامہ مع الشرح الکبیر جلد ۳ میں مذکور ہے —— اور جو محرم

کی شرط کرتے ہیں۔ ان کی ایک دلیل مغنی مع الشرح الکبیر میں ابن عباسؓ کی یہ حدیث بھی لکھی ہے جو دارقطنی میں ہے۔ لا تحجن امرأة الا معها ذو محرم ——— یعنی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر حج نہ کرے۔

لیکن اُوپر معلوم ہو چکا ہے کہ جب مقصود اس سے عورت کے فتنہ میں پڑنے کی روک تھام ہے تو قابل اعتماد جماعت کے ساتھ ہونے کے وقت اجازت ہونی چاہیئے۔ ہاں کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ صرف فتنہ کی روک تھام مقصود نہیں بلکہ یہ بھی مقصود ہے کہ عورت کمزور جنس ہے۔ سواری پر اُترنے چڑھنے کے وقت اکثر سہارے کی محتاج ہوتی ہے۔ خاص کر بیمار ہو جائے جو عموماً لمبے سفر کا لازمہ ہے۔ تو پھر اٹھانا بٹھانا۔ کپڑا لیتا دیتا حاجت روائی وغیرہ محرم یا خاوند ہی کا کام ہے۔ بے گانہ مرد کے لئے مشکل ہے۔ اور ہر وقت ایسی ہمدرد عورتیں میسر آنا مشکل ہے۔ بسا اوقات اپنی اپنی ضرورتوں کے تحت قافلے آپس میں جدا ہو جاتے ہیں۔ عورتیں اپنے مردوں کے تابع ہوتی ہیں۔ اس لئے کون ٹھہر سکتا ہے اور کون اس کی حفاظت و نگرانی کر سکتا ہے اس لئے اپنا خاص محرم یا خاوند ساتھ ہونا چاہیئے۔ مگر یہ وجہ کچھ کمزور ہے۔ کیونکہ ایسا اتفاق بہت کم پڑتا ہے کہ قابل اعتماد جماعت گھر سے ساتھ چلے۔ پھر بیماری کے وقت کوئی مناسب انتظام نہ کرے۔ پس اصل مقصد حدیث کا فتنہ کی روک ہے۔ اور اگر بالفرض اس کمزور وجہ کا کچھ لحاظ کیا جائے تو اس کے کمزور ہونے کے زیادہ سے زیادہ اس سے احتیاط ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ کہ وجوب۔ یعنی احتیاطاً اول نمبر خاوند یا محرم کا ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر قابل اعتماد جماعت ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ خاوند یا محرم نہ ہو تو عورت حج ہی سے محروم ہو جائے۔

خلاصہ۔ یہ کہ ایک لحاظ سے زید کے خیال کو کچھ قوت ملتی ہے وہ یہ کہ جب خاوند یا محرم ہو تو وہی ساتھ جائے تاکہ ظاہر حدیث پر عمل ہو جائے اور کسی قسم کا کھٹکا نہ رہے کیونکہ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ لا یحل لامرأة تومن باللہ والیوم الاخر ان تسافر سفرا یکون ثلاثة ایام فصاعدا الا ومعها ابوها او ابنها او زوجها او ذو محرم منها۔

یعنی کوئی عورت جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے تین دن یا زیادہ سفر حلال نہیں تاوقتیکہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا خاوند یا محرم نہ ہو۔

اس حدیث کا ظاہر زید کے مذہب کو تقویت دیتا ہے کیونکہ اس میں خاوند کا بھی ذکر ہے۔ اور خاوند یا محرم نہ ہوں یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے اس کا جانا مشکل ہو جیسے بیماری وغیرہ تو پھر اصل مقصد حدیث پر نظر رکھتے ہوئے عمرو کے خیال پر عمل کرنا چاہیئے۔ یعنی بعض قابل اعتماد جماعت کے ساتھ جائے اگر قابل اعتماد

جماعت نہ ملے تو پھر عورت بالکل نہ جائے نہ اس پر حج فرض ہے۔ کیونکہ اس صورت میں سراسر حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے۔ نہ تو ظاہر حدیث پر عمل ہوا، نہ اس کے اصل مقصد کی پرواہ ہوئی۔ پس زید کا مطلق یہ کہنا کہ خاوند یا محرم کے بغیر عورت حج کر ہی نہیں سکتی یا بالکل رد کرے یہ بھی ٹھیک نہیں، اور عمرو کا اکیلی کا فتویٰ دینا یہ بھی ٹھیک نہیں بلکہ ہر ایک کے قول کا کچھ حصہ ٹھیک ہے اور کچھ ٹھیک نہیں ———— مسلم کی حدیث مذکور کا ظاہر تو یہ چاہتا ہے۔ خاوند یا محرم ساتھ ہو۔ پس جب یہ موجود ہوں اور ساتھ جا سکیں تو انہی کو ساتھ لے جانے اور متفق علیہ حدیث جو مشکوٰۃ کے حوالے سے گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد فتنہ کی روک ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں خاوند کا ذکر نہیں۔ صرف محرم کا ذکر ہے مگر باوجود اس کے صحابی رضہ نے اس سے محرم کی خصوصیت نہیں سمجھی۔ اس لئے خود کو پیش کیا حالانکہ خود خاوند تھا گویا اصل مقصد فتنہ کی روک ہوا پس اس کا لحاظ کرتے ہوئے جب خاوند یا محرم نہ ہوں تو قابلِ اعتماد جماعت کافی ہے۔ بہر صورت ان دو حالتوں میں عورت کو حج کرنا چاہیئے۔ ان کے علاوہ تیسری حالت میں یعنی اکیلی حج نہ کرے۔

رہی یہ بات کہ اس تیسری حالت میں اگر عورت حج کرلے تو اس کا فرض ادا ہوگا یا نہیں؟ تو جہاں تک مجھے علم ہے سب متفق ہیں کہ اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اس پر اور حج فرض نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ قدس لاہور

۱۶ شعبان ۱۳۸۰ھ ۳ فروری ۱۹۶۱ء

ایک شخص کی بابت نذر مان کر دوسرے کو حج پر لے جانا

سوال :۔ ایک شخص کا لڑکا بیمار ہوگیا۔ اس نے نذر مانی کہ خدا تعالیٰ اس کو صحت بخشے تو میں اس کو حج کے لئے ہمراہ لے جاؤں گا۔ لڑکے کی عمر دس بارہ برس کی ہے کیا اسی کو حج کے لئے ہمراہ لے جانے یا اس کے بدل دوسرے کو بھی لے جا سکتے ہیں۔

منظور روڈ ائیر پورٹ لاہور

جواب :۔ نذر جس طرح مانی ہے اسی طرح پوری کرنی چاہیئے۔ لڑکے کو ساتھ لے جائے۔ اگر وہ بالغ ہوتا تو اس کا فرض ادا ہو جاتا اب اس کا نفل حج ہوگا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

حج تمتع کرنے والے پر نحر کے روز طواف کے بعد سعی ضروری ہے یا نہیں

سوال:- حج تمتع کرنے والے پر نحر کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو بعد طواف بیت اللہ صفا مروہ کی سعی ضروری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حج تمتع کرنے والے پر نحر کے روز صرف طواف ہے۔ سعی نہیں ہے دلیل یہ پیش کرتے ہیں جو دارقطنی میں ہے۔

عن ابن عباس عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فیمن تمتع بالعمرۃ الی الحج قال یطوف بالبیت سبعاً ویسعی بین الصفا والمروۃ فاذا کان یوم النحر طاف بالبیت وحدہ ولا یسعی بین الصفا والمروۃ۔

یہ استدلال صحیح ہے یا نہیں اور متمتع کو یوم النحر میں سعی بین الصفا والمروہ معاف ہے یا نہیں؟

جواب:- اس حدیث میں تمتع سے قران مراد ہے۔ قرآن پر بھی کبھی تمتع کا لفظ بول دیا جاتا ہے (مشکوۃ باب الاحرام والتلبیۃ)

اس حدیث میں عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو تمتع کہا ہے۔ حالانکہ آپ قارن تھے اور قارن کے لئے ایک ہی سعی کافی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ قدس لاہور
۲۳ شوال ۱۳۸۱ھ ۳۰ مارچ ۱۹۶۲ء

حج سے پہلے مدینہ منورہ کی زیارت

سوال:- اگر ایام حج میں دیر ہو تو قبل حج براہ راست مدینہ منورہ جانا کیسا ہے۔ مکہ مکرمہ بعد میں آ کر رہے اور پھر حج کرے تو کیا حرج ہے۔ اس طرح کرنے سے حج میں کوئی خرابی آتی ہے یا نہیں؟

جواب:- حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جب حج کا وقت ہی نہیں آیا تو وہ آزاد ہے جہاں چاہے جائے آئے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ زیارت حج کے بعد ہونی چاہئے۔ کیونکہ جن روایتوں میں حضورؐ کی قبر مبارک کی زیارت کا ذکر ہے۔ ان سے بعض روایت میں ثم یا فاء کا لفظ ہے جو ترتیب کے لئے ہے یعنی پہلے حج ہو پھر زیارت قبر نبویؐ مگر ان احادیث میں سے کوئی ایک حدیث صحت

کو نہیں پہنچی بلکہ قریب قریب موضوع ہے۔ چنانچہ رسالہ "زیارت قبر نبویؐ" میں میں نے ان پر مفصل بحث کی ہے بلکہ اس میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ قبر کی زیارت کی نیت سے سفر جائز ہی نہیں، مسجد نبویؐ کی نیت سے سفر ہونا چاہیئے۔ وہاں پہنچ کر پھر قبر نبوی کی بھی زیارت کرلے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ قدس اہل حدیث لاہور

عمرہ کے اوقات، دو عمرہ کے درمیان فاصلہ

سوال:۔ عمرہ کے اوقات کیا ہیں۔ اور دو عمروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے؟ تعامل صحابہؓ اس مسئلہ میں کیا ہے؟

کیا دو عمروں کے درمیان اتنا فاصلہ ضروری ہے کہ سر کے بال اُگ آئیں۔

کیا دو عمروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیئے کہ وطن واپس آکر دوبارہ مثل حج سفر کرکے جائے؟

یا قیام مکہ میں بھی متعدد عمرے کئے جا سکتے ہیں؟

عمرہ کے کیا کیا شرائط ہیں؟ جن کے فقدان سے عمرہ نہیں ہوتا۔ اور ان کی موجودگی ضروری ہے۔

جواب:۔ عمرہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ بارہ ماہ درست ہے۔ دو عمروں کے درمیان کے فاصلہ کا کسی روایت میں ذکر نہیں۔ سر کے بال اُگنے کی بھی کوئی شرط نہیں۔ یہ صرف اس غرض سے ہے کہ عمرہ کے بعد حجامت کے ساتھ احرام سے نکلے مگر احرام سے نکلنے کے لئے اور بہت سی باتیں ہیں۔ خوشبو کا استعمال۔ بیوی کے پاس جانا احرام کے کپڑے اُتار کر دوسرے کپڑے پہن لینا وغیرہ وغیرہ۔ پس احرام سے نکلنے کی خاطر دوسرا عمرہ اتنی دیر سے کرنا کہ بال اُگ آئیں، اس کی کوئی وجہ نہیں۔ باقی شرائط میں حج عمرہ قریب قریب ہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی جامعہ قدس لاہور

۲۲ شعبان ۱۳۸۰ھ ۱۰ فروری ۱۹۶۱ء

حج کی وصیت

سوال:۔ میرا بھائی فوت ہونے لگا۔ اس نے تین صد روپیہ مجھے دیا کہ میری طرف سے تم نے حج

کرنا۔ وہ روپیہ میں نے اپنے پاس رکھ لیا کہ وقت پر جا کر حج کر آؤں گا۔ اسی اثناء میں ایک شخص دو ہزار روپیہ مجھ سے ٹھگ کر لے گیا۔ بھائی کا دیا ہوا روپیہ بھی اس میں شامل تھا۔ اب میرے پاس سوائے سات ایکڑ زمین کے اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ اس میں سرکاری معاملہ و اخراجات خانہ داری میرے ذمہ ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ اگر کسی حاجی کو کچھ روپے دے دیئے جائیں کہ وہ میرے بھائی کی طرف سے حج کر آئے۔ کہ وہ وہاں جا کر میرے بھائی کا حج کرا دیں تو اس طرح ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ باقی روپیہ میرے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا یا میں خود جا کر اپنے بھائی کا حج کروں۔ مالی حالت تو آپ کو معلوم ہو گئی۔ بدنی حالت یہ ہے کہ عمر رسیدہ ہوں۔ چلنے کی طاقت نہیں ہے بلکہ جہاز کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔

مولوی عبدالحق چک نمبر ۲۳ بہاولپور

جواب:۔ سوال کی صورت میں اگر بھائی نے حج کے علاوہ بطور قرض روپیہ برتنے کی اجازت دی تھی تو پھر یہ قرض ہو گیا۔ اور قرض دینا پڑتا ہے۔ خواہ اپنے گھر کی اشیاء فروخت کر کے دے۔ کیونکہ وہ ذمہ ہے۔ اگر بھائی کی اجازت کے بغیر برت لیا ہے تو یہ غصب ہے اور غصب کی صورت میں بھی شے دینی پڑتی ہے۔ غرض ٹھگ کے ہاتھ روپیہ تبھی گیا جب برتنے کا قصد ہوا۔ ورنہ ٹھگ کے ہاتھ میں نہ جاتا۔ بس یہ روپیہ ہر صورت میں بھرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی امانت ہے۔ اور امانت کے ادا کرنے کی تاکید ہے جیسے آیت کریمہ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات میں تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے۔ غرض اس بوجھ سے حتی الوسع بہت جلد سبکدوش ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ رہا حج کا مسئلہ سو وہ معلوم ہے جب انسان کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے تو اس کو حکم ہے کہ خود کرے اگر خود نہیں کر سکتا تو اس کی طرف سے دوسرا کرے مشکوٰۃ کتاب المناسک میں حدیث ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ کو فریضۂ حج نے بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا ہاں۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہا میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی وہ مر گئی فرمایا اگر اس کے ذمہ قرض ہوتا تو ادا کرتا؟ کہا ہاں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ کا قرض اس کے زیادہ لائق ہے۔ مرنے والے بھائی کی طرف سے حج فرض ہو گیا۔ اگر زندہ بھائی ایسا کمزور ہے کہ اگر اسے اپنا حج کرنا پڑتا تو اس کی بھی طاقت نہ رکھتا تو اس صورت میں کسی دوسرے کو روپیہ دے دے تاکہ وہ حج کر آئے۔ مگر وہ شخص ایسا ہونا چاہیئے جس نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔ کیونکہ دوسرے کی طرف سے وہی حج کر سکتا ہے جو اپنے فرض سے

فارغ ہوچکا ہو۔

آج کل تین سو روپیہ میں حج تو ہو جاتا ہے لیکن ذرا تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی باعتبار آدمی جو پہلے حج کر چکا ہو۔ تین سو روپیہ میں حج کو جانا منظور نہ کرے تو پھر یہ روپے جہاد میں صرف کئے جائیں۔ کیونکہ حج کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا ہے جیسے مشکوٰۃ کتاب المناسک میں ہے کہ عورتوں پر جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں۔ حج اور عمرہ۔ اس لئے کوئی شے جہاد میں وقف کی جائے تو وہ حج میں صرف ہو سکتی ہے جیسے ابوداؤد میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرائے۔ خاوند نے کہا کہ میرے پاس سواری نہیں جس پر تجھے سواری کراؤں۔ عورت نے کہا اپنے فلاں اونٹ پر حج کرا۔ خاوند نے جواب دیا کہ وہ فی سبیل اللہ (جہاد) میں وقف ہے پھر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے فارغ ہونے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو اس اونٹ پر حج کراتا تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہوتا سوا اب عورت رمضان میں عمرہ کر لے یہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حج اور جہاد کو آپس میں بڑی مناسبت ہے۔ پس حج کا روپیہ جہاد میں صرف ہو سکتا ہے۔ اگر جہاد کا بھی موقعہ نہ ہو تو پھر کسی درس میں دیئے جائیں۔ کیونکہ درس و تدریس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمنزلہ جہاد کے فرمایا ہے۔ جیسے مشکوٰۃ باب المساجد میں حدیث ہے کہ جو میری اس مسجد میں صرف خیر سیکھنے سکھانے کے لئے آئے وہ بمنزلہ مجاہد فی سبیل اللہ کے ملنے ہے۔ درس کے بعد زیادہ عبادت کرنے والے بھی اس روپیہ کا مصرف ہو سکتے ہیں جو رات کو قیام کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہد کو ان کے مثل بتایا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الجہاد میں ہے۔

المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله المهاجر من هجر الخطایا والذنوب

(مشکوٰۃ کتاب الایمان)

یعنی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو خطا اور گناہ ترک کر دے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ

۸ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

حج بدل

سوال :- ایک شخص حج کے لئے گیا تو اس نے اپنے فوت شدہ والد بکر اور اپنی فوت شدہ زوجہ کلثوم کی طرف سے مکہ شریف کے باشندہ معلم کو کچھ روپیہ دیا کہ ان کی طرف سے حج کرے جب کہ وہ دونوں اس وقت فوت ہو گئے تھے کہ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ بکر اور کلثوم کی طرف سے حج ہوا ہے یا نہیں ؟

(اے۔ ای۔ پٹیل ملک افریقہ)

جواب :- قرآن مجید پارہ ۴ رکوع اول میں ارشاد ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر حج فرض ہے جو بیت اللہ کی طرف راستہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غریب اور نادار شخص پر حج فرض نہیں۔ چونکہ والد بکر اور اس کی بیوی کلثوم اپنی زندگی میں غریب تھے۔ اور سفر خرچ میسر نہ ہوا تھا۔ اس لئے ان پر حج فرض نہیں ہوا۔ اور اس کے مالدار ہونے سے بھی باپ یا بیوی پر حج فرض نہیں ہوگا۔ چاہے اُن کی زندگی ہو چاہے بعد میں۔ کیونکہ ہر انسان اپنے نفس کا مکلف اور ذمہ وار ہے۔ دوسرے کا نہیں۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے کرنا یا کرانا چاہے تو جائز ہے ان کو ثواب مل جائے گا۔ ورنہ جب ان پر فرض نہیں ہوا۔ تو اس کو ان کی طرف سے حج کرنا یا کرانا کیسے ضروری ہوگا ــــــ دوسرے کی طرف سے حج وہ کر سکتا ہے۔ جس نے پہلے اپنی طرف سے فریضہ حج ادا کر لیا ہو۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب المناسک میں حدیث ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حج کرتے ہوئے سنا وہ کہتا تھا۔ یا اللہ! میں شبرمہ کی طرف سے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا شبرمہ کون ہے؟ کہا میرا بھائی ہے یا میرا قریبی۔ فرمایا کیا تو نے اپنی طرف سے حج کر لیا۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے کر۔ نیز جس شخص سے حج بدل کرایا جائے۔ اگر وہ اس حج کرنے کا یعنی اپنی محنت وغیرہ کا عوض لیتا ہے تو پھر حج ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ عبادات کا عوض جائز نہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب الاذان میں حدیث ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے میری قوم کا امام مقرر کریں۔ فرمایا۔

انت امامھم واقتد باضعفھم واتخذ موذنا لا یاخذ علی اذانہ اجرا۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔

کہ تو ان کا امام ہے اور اُن کے ضعیف کی رعایت رکھ اور موذن ایسا مقرر کر جو اذان دینے پر اجرت نہ لے اذان ایک عبادت ہے جب اذان پر اُجرت منع ہوگئی تو حج پر بطریق اولیٰ منع ہوگئی۔

نوٹ:۔ حج کے لئے معلّمین کو روپیہ دینے میں احتیاط چاہیئے۔ کیونکہ اکثر یہ لوگ روپیہ لے کر حج نہیں کرتے۔ اگر کرتے بھی ہیں تو تسلی بخش نہیں۔ عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ، ۲۹ رمضان ۱۳۵۳ھ ۴ جنوری ۱۹۳۵ء

عورتوں کا بار بار حج کرنا

سوال:۔ زید کہتا ہے عورتوں کا بار بار حج کرنا جائز نہیں۔ عمرو کہتا ہے جائز ہے۔ کیونکہ بخاری میں ہے کہ حرم مبارک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حج کو گئے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عورت بار بار حج کر سکتی ہے۔

جواب:۔ زید کا یہ خیال غلط ہے جانا جائز ہے دلیل وہی ہے جو عمرو نے پیش کی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء

بیت اللہ کی چھت کی طرف دیکھنا

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوکر چھت کی طرف دیکھنا منع ہے عمرو کہتا ہے جائز ہے کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔ زید درست کہتا ہے یا عمرو؟

جواب:۔ چھت کی طرف دیکھنے کی ممانعت میری نظر سے نہیں گذری۔ ہاں یہ روایت آئی ہے کہ بیت اللہ کی طرف دیکھنے والے کے لئے بیس نیکیاں ہیں۔ اس میں چھت بھی آجاتی ہے کیونکہ بیت اللہ ایک لخت تو سارا دکھائی نہیں دیتا۔ اکثر اس کے کسی حصہ کو دیکھے گا۔ عبداللہ امرتسری روپڑ

رمل اور اضطباع

سوال:۔ رمل اور اضطباع کسے کہتے ہیں اور یہ کب اور کس طرح کیا جاتا ہے۔

جواب:۔ رمل کندھے ہلا کر پہلوان کی طرح تیز چلنے کا نام ہے۔ یہ طواف کرتے وقت پہلے تین چکروں

میں کیا جاتا ہے اور باقی چار چکر میں رمل نہیں ہے۔ بدستور اپنی آہستہ رفتار سے چلیں۔ حدیث میں ایسا ہی آیا ہے۔ احرام کی اوپر کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے کر کے اس کی دونوں طرف بائیں کندھے پر ڈال دیں۔ طواف کے وقت ایسا کرنا مسنون ہے۔ اس کو اضطباع کہتے ہیں۔ لیکن عورت کے لئے نہ رمل ہے اور نہ اضطباع ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۷ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ

سوال: [illegible] دم وغیرہ کا گوشت خود کھا سکتا ہے

جواب: سورۃ حج میں ہے فَاِذَا وَجَبَتْ فَكُلُوا مِنْهَا الآیة یعنی جب بدن وغیرہ قربانیوں کے جانور ذبح ہو جائیں۔ تو ان میں سے کھاؤ۔ یہ آیت اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے جو تطوع اور فرض سب کو شامل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ وہ گوشت تمتع اور قران کے دم کی صورت میں ہو یا تطوع قربانی کا گوشت ہو۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ نحر کے دن ازواج مطہرات کیلئے گوشت لایا گیا۔ حضرت عائشہ رض نے پوچھا کہ یہ کیسا گوشت ہے۔ جواب ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی ہے۔ منتقی میں ہے وَهُوَ دَلِيلٌ عَلَى الأَكْلِ مِنْ دَمِ القِرَانِ لأَنَّ عَائِشَةَ قَارِنَةٌ۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ قران کے باعث جو جانور ذبح کیا گیا ہے اس کا گوشت کھانا جائز ہے اس لئے کہ حضرت عائشہ رض قارنہ تھی۔ انہوں نے گوشت کھایا ہے۔ نیل الاوطار میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ ہدی کا گوشت کھانا جائز ہے خواہ تطوع کی صورت میں ہو یا تمتع اور قران کے دم کی شکل میں ہو۔ البتہ جو جانور بصورت کفارہ یا بصورت نذر ذبح کیا جائے۔ کفارہ دینے والے یا نذر ماننے والے کے لئے اسکا گوشت کھانا جائز نہیں۔

محمد صدیق تلمیذ محدث روپڑی رحمہ اللہ

(حقوق طبع هذا الفتاوى محفوظة للمرتب)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَعْمَالَنَا كُلَّهَا صَالِحَةً وَاجْعَلْهَا لِوَجْهِكَ خَالِصَةً وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ فِيْهَا شَيْئًا (آمین)

ترتیب و تدوین تلمیذ محدث روپڑی ——— محمد صدیق بن عبد العزیز

ربیع الاول سنہ ۱۴۰۴ھ
مطابق دسمبر سنہ ۱۹۸۳ء

زیر اہتمام **ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ**
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا